رسائل و مسائل

خواتین کی تنظیم اور شریعت

کیا خواتین کی تنظیم قائم کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے؟ کیا رسول اکرمؐ اور دور خلفاءؓ میں ایسی کوئی تنظیم قائم ہوئی؟ خواتین کی تنظیم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

آپ کے سوالات سے خوشی ہوئی کہ اسلام کے لیے کام کرنے والی خواتین مسائل پر سنجیدگی سے غور بھی کرتی ہیں اور ان کی سوچنے اور غور کرنے کا رخ بھی صحیح ہے۔ آپ کا پہلا سوال تو عملی ہے۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تربیت و اصلاح اور دینی صالح انقلاب کے لیے خواتین کی تنظیم کے بارے میں عام طور پر اس طرح کے سوالات اٹھاکر غلط فہمیاں اور نتیجتاً بددلی' دانستہ یا نادانستہ پھیلائی جاتی ہے۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ اس سلسلے میں ذہن بالکل صاف ہو۔ دوسرے دو سوال علمی ہیں۔

اس سلسلے میں ایک اصولی حقیقت ہمہ وقت سامنے رکھنی چاہیے اور اسلام پر ایمان و یقین رکھنے والا مرد ہو یا عورت' جب بھی اس کے سامنے عملی زندگی میں کچھ کرنے یا نہ کرنے' کسی کام کو اختیار کرنے یا ترک کرنے کا سوال ابھرے' تو اسے فوراً پیچھے کی طرف مڑکر دیکھنا چاہیے کہ دور رسالتؐ میں اس کے لیے کیا ہدایات اور کیا نمونہ ملتا ہے؟ اختیار کرنے اور اپنانے کے لائق صرف وہی عمل اور وہی نظریہ ہے جس کی تائید قرآن و حدیث' اور رسولؐ کی عملی زندگی سے ہوتی ہو۔ عملی زندگی کا کوئی بھی انفرادی یا اجتماعی معاملہ ہو' مسلمان مرد اور عورت کے لیے ہرگز یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ قرآن و سنت اور رسول پاکؐ کی عملی زندگی سے بے نیاز ہوکر کوئی رویہ اختیار کرے۔ حالات کے تقاضے خواہ کچھ ہی ہوں' ماحول کا دباؤ جو بھی ہو' اس اصولی ہدایت پر مومن کے ذہن و فکر کی گرفت ہرگز کمزور نہ ہونی چاہیے۔

اس اصولی ہدایت اور حقیقت کے بعد اب ہم آپ کے پہلے سوال پر غور کرتے ہیں۔ دراصل انسانی تہذیب و تمدن کے مظاہر' سائنس اور ٹیکنالوجی اور اجتماعی اور جمہوری شعور میں برابر ارتقا ہو رہا ہے اور اجتماعی زندگی میں انضباط کا احساس برابر ترقی پذیر ہے' اس لیے دور حاضر کی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کی دور سعادت میں بعینہ مثال اور ہوبہو نمونہ ملنا مشکل ہی نہیں' ممکن بھی نہیں ہے۔ یہ امت مسلمہ کے لیے چونکہ سرچشمہ ہدایت صرف قرآن و سنت اور دور رسالت کی عملی زندگی ہی

ہے، اس لیے شرح صدر کے ساتھ ہر مسئلہ میں اسی کی طرف رجوع کریں گے، اور فطری طور پر وہیں سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جو چیزیں اس وقت نہیں تھیں یا نہیں ہو سکتی تھیں، ان میں قرآن و سنت کی اصولی ہدایات و اشارات، اور دین و شریعت کی روح اور مزاج کو پیش نظر رکھ کر حتی الامکان وہ عمل اختیار کرنے کی کوشش کریں گے، جو زیادہ سے زیادہ قرآن و سنت کی ہدایات اور دین و شریعت کے منشا اور مزاج کے مطابق اور اس سے قریب تر ہو گا۔ اس طرح قرآن و سنت کو مرجع ہدایت سمجھ کر اس کی روشنی میں اپنی انفرادی یا اجتماعی زندگی میں جو لائحہ عمل ہم تجویز کریں گے، وہ دینی عمل ہو گا اور دین کا تقاضا سمجھ کر ہم اس پر عمل کریں گے۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کی دینی حیثیت کے معاملے میں کسی شک اور شبہ میں پڑیں۔

خواتین کی تنظیم کے سلسلے میں آپ اس طرح غور کیجیے کہ دور رسالتؐ میں جو بھی خاتون اسلام لاتی تھی وہ قدرتی طور پر اس جماعت کی رکن اور ممبر بن جاتی تھی، جو نئی جماعت کافروں اور مشرکوں کے مقابلے میں وجود میں آ رہی تھی اور قدرتی طور پر یہ ابھرتی ہوئی جماعت منظم ہو رہی تھی۔ اس وقت خواتین کی تنظیم کا نہ سوال اٹھتا تھا نہ کوئی ضرورت داعی تھی، جس طرح کی آج ضرورت داعی ہے۔ آج آپ خواتین کی تنظیم کی بات کیوں سوچ رہی ہیں؟ اسی لیے کہ خواتین مل جل کر دین کا تعارف حاصل کریں، فطری انداز میں دین کی دعوت و تبلیغ کا منصبی فریضہ انجام دیں، اجتماعیت کا احساس پیدا کریں، معاشرے میں اصلاح اور سدھار کی مہم چلائیں اور خواتین کی قوت کو منظم کر کے سماج میں ایک صالح انقلاب لانے کا خوشگوار فریضہ انجام دیں۔ غور کیجیے، یہ سارے کام نہ صرف جائز بلکہ واجب اور مطلوب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں ایمان لانے والی اور اسلامی جماعت کی ممبر بننے والی ہر خاتون یہ فرائض انجام دیتی تھی۔ یہ سارے کام براہ راست ایمان کا تقاضا اور مومن خاتون کی منصبی ذمہ داری ہے۔ اسی دینی ذمہ داری کو بحسن خوبی انجام دینے اور دین کے اجتماعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے خواتین کی تنظیم کی ضرورت ہے، اور یہ خالص دینی و شرعی ضرورت ہے۔

یہ ضرورت اس لیے سامنے آئی کہ عرصہ دراز سے مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اپنی اس منصبی ذمہ داری کو فراموش کر دیا تھا، بلکہ دینی فرائض اور احکام سے ہی غفلت برتنے لگے تھے۔ بہت سی خواتین اور مرد تو ایسے ہیں، جو دین کے بنیادی عقائد اور بنیادی احکام ہی سے غافل اور ناواقف ہیں۔ اگر امت مسلمہ بحیثیت مجموعی اپنے فرائض انجام دے رہی ہوتی اور امت میں ایک اصولی جماعت ہونے اور اصولی جماعت بن کر زندگی گزارنے کا احساس زندہ ہوتا تو خواتین کی تنظیم کی نہ ضرورت محسوس ہوتی اور نہ یہ سوال ہی اٹھتا۔ لیکن اس وقت جو صورت حال ہے اور غفلت، انتشار

اور دین سے بے تعلقی کی جو عام کیفیت پائی جا رہی ہے، اس کیفیت میں خواتین کو ایک اصولی جماعت ہونے کا احساس دلانا، ایک اصولی جماعت کی حیثیت سے ان کو منظم کر کے دین سیکھنے سکھانے اور معاشرے میں اصلاح و انقلاب کے لیے کوشش کرنے کے کام میں لگانا اور منظم انداز میں اپنے منصبی فرائض کو انجام دینے کے لیے خواتین کی تنظیم کرنا، نہ صرف جائز اور مباح ہے، بلکہ ایک دینی اور شرعی ضرورت ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے "اسلام بغیر جماعت نہیں اور جماعت بغیر امارت نہیں اور امارت بغیر اطاعت نہیں"۔ ظاہر ہے یہ ارشاد جس طرح مردوں کے حق میں صحیح ہے، ٹھیک اسی طرح عورتوں کے حق میں بھی صحیح ہے۔ یہ نظام مطلوب ہے مگر آج یہ نظام بکھر چکا ہے۔ اب جو خواتین دوبارہ اس نظام کو قائم کرنے کے لیے کوشش کریں وہ قابل مبارک باد ہیں۔ دین کے تعارف و اشاعت، دین کی دعوت و حفاظت اور دین کو عملی زندگی میں جاری و ساری کرنے کی اجتماعی جدوجہد کے لیے خواتین کی جو تنظیم قائم کی جائے، وہ خالص دینی عمل ہے۔ خواتین کی ایسی اسلامی تنظیم میں منصبی فرائض انجام دینا، نظم کے تقاضے پورے کرنا، تجویز کردہ پروگرام اور لائحہ عمل پر عمل کرنا اور منصوبے کے مطابق علمی اور عملی کوششیں اور کاوشیں کرنا سراسر دینی فریضہ ہیں۔ اسی تصور کے ساتھ ان کاموں کو انجام دینا چاہیے۔ اشاعت دین اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں تزکیہ کے لیے تنظیم کے طے کردہ اہداف کو دل کی لگن اور ذوق و شوق کے ساتھ ادا کرنا اللہ اور رسولؐ کی اطاعت ہے اور اس میں غفلت و کوتاہی اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی ہے۔ خواتین کی دینی تنظیم کی یہی شرعی حیثیت ہے۔

(محمد یوسف اصلاحی)

دعوت و تبلیغ کے لیے عورت کا باہر نکلنا

اکثر بہنوں کو ان کے والدین دعوت و تبلیغ کا کام کرنے کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دیتے اور دوسروں کے یہاں آنے جانے پر روک لگاتے ہیں۔ اب جو بہنیں دعوت و تبلیغ کا کام کرنا چاہتی ہیں تو وہ والدین کی مرضی کے خلاف ہو گا۔ ایسی صورت میں کیا دعوت کے لیے باہر نکلنا والدین کی نافرمانی قرار دیا جائے گا؟

موجودہ خراب ماحول میں جب کہ انسانی اخلاق بہت بگڑ چکے ہیں اور ہر طرف بے حیائی اور بے شرمی عام ہے۔ والدین کا اپنی بچیوں کی طرف سے فکرمند اور ہر جگہ آنے جانے پر روک لگانا فطری بھی ہے اور پسندیدہ بھی۔ والدین کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے سماج میں عزت و وقار کی زندگی گزاریں اور خاص طور پر بچیاں نیک نام رہیں اور والدین ہی بچیوں کے سب سے بڑے خیرخواہ ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں۔

نوعمری میں عقل خام ہوتی ہے۔ عیاروں اور جعل سازوں کی مکاریاں بعض اوقات سمجھ میں نہیں آتیں۔ پھر شیطان اپنی ذریت کے ساتھ ہروقت گھات میں لگا ہوا ہے کہ نیکی کی راہ پر کوئی برائی کا شوشہ چھوڑے اور نیکی کی راہ مارے۔ ایسے میں برائیوں کی طرف جانے کی راہیں فراخ اور مواقع بے شمار ہیں اور نیکیوں کی راہ پر جانا بلکہ نیکی پر قائم رہنا دشوار ہے۔ پردے کی ڈھیل بلکہ بے پردگی کے رواج نے خطرات میں پڑ جانے کے اندیشے اور زیادہ یقینی سے بنا دیے ہیں اور خدانخواستہ کوئی غلط بات یا غلط فہمی، بدگمانی کی بنا پر ہی سہی، پھیل جائے تو والدین کی زندگی مستقل طور پر اجیرن ہو جاتی ہے۔ زندگی صرف بے مزہ ہی نہیں ہو جاتی بلکہ مستقل مصیبت بن جاتی ہے۔ ایسی صورت حال میں ماں باپ اگر بچیوں کے گھومنے پھرنے اور عام طور پر لوگوں کے یہاں آنے جانے پر پابندی لگاتے ہیں تو صرف یہی نہیں کہ پسندیدہ ہے بلکہ ان کی ذمہ داری ہے اور اس معاملہ میں انھیں ہرگز کوتاہی نہیں کرنا چاہیے۔

خدانخواستہ کسی کے کردار اور اخلاق کے بارے میں بے بنیاد ہی سہی، کوئی ناروا بات پھیل جائے اور دامن پر کوئی داغ لگا دے تو آپ سوچیے سماج میں ایسے شخص کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ اس داغ کے ساتھ سماج میں یوں بھی عزت و وقار کی زندگی نہیں رہتی۔ پھر بھلا ایسے شخص کی دعوت و تبلیغ کون سنے گا، اور کون اس سے متاثر ہو گا؟ یہ خطرہ بلاشبہ یقینی نہیں ہے لیکن اپنے کو خطرات میں ڈالنے سے بچنا اور احتیاط کرنا بہرحال لازم ہے۔ جواں سال بہنوں کو چاہیے کہ وہ ماں باپ کے روک ٹوک کو حق بجانب سمجھیں اور اس کے خلاف عمل کرنے کو ہرگز دین کا تقاضا سمجھ کر نافرمانی نہ کریں۔

رہا یہ سوال کہ تحریکی بہنیں دعوت و تبلیغ کا کام کیسے کریں اور اس فریضے کو کیسے انجام دیں تو اس سلسلے میں یہ بات نگاہ میں رکھیں کہ دعوت و تبلیغ کا فریضہ دین نے آپ پر کچھ حدود و شرائط کے ساتھ واجب کیا ہے۔ تبلیغ کا شوق اور جذبہ بلاشبہ قابل قدر ہے، لیکن اس شوق اور جذبہ کے لیے ان حدود کو توڑنا ہرگز جائز نہیں ہے جو خدا کے دین نے آپ کے لیے مقرر کی ہیں۔ پردے کا اہتمام بھی ضروری ہے، تہمت کے مواقع سے بچنا بھی ضروری ہے، جہاں بے احتیاطی اور اختلاط کا اندیشہ ہو وہاں سے کنارہ کش رہنا بھی ضروری ہے اور خراب ماحول میں آزادانہ گھومنے پھرنے اور ہر ایک کے یہاں بے روک ٹوک جانے سے پرہیز بھی ناگزیر ہے۔ جہاں غلط بات منسوب ہو جانے کا اندیشہ ہو سکتا ہو، وہاں سے اجتناب بھی ضروری ہے۔ ہر ممکن احتیاط کے ساتھ آپ ان ہی گھروں میں جائیں جہاں آپ کو جانے کے لیے والدین اطمینان کے ساتھ اجازت دیں۔ پھر اپنے گھر، خاندان اور رشتہ داروں میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینے کے لیے مواقع کی کوئی کمی نہیں۔ بہن بھائیوں میں کام کریں، پڑوسیوں سے دعوتی روابط بڑھائیں، رشتہ داروں اور تعلق رکھنے والوں میں داعی کی حیثیت سے اپنا

تعارف کرائیں اور اپنے شب و روز کی زندگی اور دینی سرگرمیوں سے متعلقین کو دین کی طرف متوجہ کریں ۔ البتہ کہیں خواتین کا اجتماع ہو اور ان کے ساتھ دو چار دن گزارنے کے مواقع ہوں تو اس میں شرکت کے لیے والدین سے حکمت کے ساتھ اجازت لیں، بشرطیکہ آنے جانے کا کوئی محتاط بندوبست ہو ۔ تعلیم و تربیت، دعوت و تبلیغ بلاشبہ خواتین کے لیے نہایت ضروری فریضہ ہے ۔ لیکن ان تمام حدود اور احتیاطوں کے ساتھ جو اللہ نے مقرر فرمائی ہیں.... یہ ناگزیر اور ضروری نہیں ہے کہ آپ دوسروں کے یہاں جاکر ہی دعوت و تبلیغ کا کام کریں اور اسی کو دعوت و تبلیغ کا کام سمجھیں ۔ احتیاط کے ساتھ جو فطری مواقع آپ کو حاصل ہیں، ان سے فائدہ اٹھائیں ۔ خدا نے اتنا ہی آپ پر فرض کیا ہے اور یہ بھی اسی طرح آپ کا دینی فرض ہے کہ اپنے اخلاق و کردار کو بے داغ رکھنے کا اہتمام کریں ۔ اپنے جوہر عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے ہر ممکن احتیاط کریں اور اس کو اپنا سب سے بڑا فرض سمجھیں ۔

اگر اللہ نے آپ کو قلم کی صلاحیت سے نوازا ہے، تو آپ باہر جاکر دعوت دینے کے مقابلے میں قلم سے دعوت پھیلانے میں زیادہ دلچسپی لیں --- [یہ] دیرپا بھی ہوتی ہے، اس کا فائدہ عرصے تک باقی رہتا ہے اور ان لوگوں تک بھی تحریر کی رسائی ہو جاتی ہے جو اجتماعات میں کسی وجہ سے نہیں آ پاتیں ۔ پھر قلم سے کام لینے والیوں کی تعداد بھی بہت کم ہوتی ہے ۔ بلکہ خال خال ہوتی ہے ۔ ایسی صورت میں جس خاتون کو بھی اللہ نے اس خاص صلاحیت سے نوازا ہے، اس کا فرض ہے کہ وہ قلم سے فائدہ اٹھانے میں انتہائی سنجیدہ ہو، اور دوسری چیزوں میں خود کو مصروف کرنے کے بجائے زیادہ توجہ اسی طرف دے ۔ توقع ہے کہ وہ قلم کے ذریعے زیادہ کام انجام دے سکے گی ۔ (م - ی - ا)

عورت کی ملازمت

میں ایک انتہائی پسماندہ دور دراز علاقہ کا باشندہ ہوں ۔ میرا سوال یہ ہے کہ اسلام میں عورت کو تعلیم حاصل کرنے اور پھر تعلیم کے بعد باپردہ ملازمت کرنے کی اجازت ہے یا نہیں ۔ نیز عورت تعلیم یافتہ ہو اور باپردہ ملازمت کرنا چاہے جب کہ شوہر روکے، اس صورت میں بیوی اور خاوند کے درمیان یا سسرال والوں کے درمیان ناراضگی کا سماں پیدا ہو جائے، ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟ اس معاملے میں خاوند کو بیوی پر کتنا اختیار حاصل ہے ۔ کیا خاوند بیوی کی ایسی خواہش کو عمر بھر دبا سکتا ہے؟

بیوی کا خرچہ شوہر پر واجب ہے اور بیٹی کا خرچہ باپ پر واجب ہے ۔ اس لیے عورت پر ملازمت کرنا ضروری تو نہیں ہے مگر ممنوع بھی نہیں ہے، اگر کوئی خاتون شرعی پردے کی پابندی کرتے ہوئے کوئی جائز ملازمت کرتی ہے یا کاروبار کرتی ہے اور گھر کے اخراجات پورے کرنے میں اپنے شوہر یا اپنے والدین یا اپنے بھائیوں کی مدد کرتی ہے، تو یہ ایک اچھا کام ہے جس کا ان شاء اللہ اسے اجر ملے

گا۔ البتہ پردے کے احکام کی خلاف ورزی کرنا یا مردوں اور عورتوں کی مخلوط مجالس و دفاتر میں بلا پردہ کام کرنا جائز نہیں ہے۔ (گوہر رحمان)

دینی کتب اور قرض حسن

قلمی و زبانی اشاعت و تبلیغ میں اپنی سی سعی و کاوش کے علاوہ مالی طور پر کتب خرید کر دینا کیا اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کے زمرہ میں آتا ہے؟ یا راہ حق میں جہاد کرنے کی تعریف میں؟ صراحت مطلوب ہے؟

دین کی اشاعت و تبلیغ اور دین کی اقامت و غلبے کی کوششوں میں اپنی بساط بھر مومن جو ذہنی، فکری، جسمانی، مالی، کوشش و کاوش بھی کرے گا، وہ راہ حق میں بلاشبہ جہاد ہی ہے۔ قلم سے بھی جہاد ہوتا ہے اور جان کھپاکر اور جان دے کر بھی جہاد ہوتا ہے۔

اس وقت جب کہ ہر طرف باطل کا غلبہ ہے، خدا کا دین مغلوب ہے، لوگ دین سے ناواقف بھی ہیں اور دین کے خلاف ہر طرح کی فکری اور عملی مخالف کوششیں بھی ہو رہی ہیں، ایسے حالات میں جس بندے کو جو پونجی میسر ہے، خواہ وہ مال ہو یا صلاحیتیں، زبان کی طاقت ہو یا قلم کی، بندہ جس طرح بھی دین کی اشاعت و اقامت میں لگے گا، ان شاء اللہ وہ سب کچھ جہاد میں شمار ہو گا۔ دین کا تعارف کرانے اور دین کو لوگوں میں مقبول بنانے اور اسلام کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے جو شخص اپنا مال خرچ کر کے دینی کتب خرید کر تقسیم کرے اور لوگوں تک پہنچائے، وہ یقیناً خداوند عالم کو قرض حسن دے رہا ہے۔ اس دور میں یہ بہترین قرض حسن ہے، جس پر اللہ سے اچھی امیدیں وابستہ کرنا چاہییں۔ خداوند عالم ہم سب کو اپنی جان، مال اور جملہ صلاحیتوں سے اپنی راہ میں جدوجہد کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

دور حاضر کتابوں کا دور ہے۔ کتابوں کے ذریعے دعوت و تبلیغ اور خدا کے دین کی اقامت کے جو مواقع آج پیدا ہو گئے ہیں، اس سے پہلے کبھی نہیں تھے۔ طباعت اور اشاعت کی جو سہولتیں اور ذرائع اس وقت میسر ہیں، ان سے فائدہ اٹھانا اور ان میں دین کی اشاعت اور دین کی اقامت کی خاطر اپنا دل پسند مال لگانا یقیناً اللہ کو قرض حسن دینا بھی ہے اور جہاد بالمال بھی، اور یقیناً اس مہم میں شرکت کی سعادت پر اللہ سے اجر و صلے کی توقع رکھنا بجا ہے۔ لیکن کتاب کے ساتھ عمل، حسن سلوک اور لگن بھی ہو، اور رب العالمین کے حضور ان کے پر اثر ہونے کی دعا بھی! (م-ی-ا)

"منافع" کمانے کا موقع

ایک تاجر کو غیر معمولی مالی نقصان ہو جانے پر یہ خط لکھا گیا۔

کل رات ہی مجھے پتہ چلا کہ آپ پر بیٹھے بٹھائے کتنی بڑی مصیبت آگئی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سہارا بنے اور نہ صرف آپ کے نقصان، بلکہ آپ کے صبر کی بھی جزا دے اور صبر کا انعام بہت بڑا ہوتا ہے۔

مسلمان کتنا خوش قسمت ہے۔ اگر اللہ اسے کوئی نعمت عطا کرے تو وہ اس کا شکر ادا کرتا ہے اور اللہ اس شکر پر اسے مزید انعام عطا کرتا ہے۔ اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے اور وہ اسے صبر سے برداشت کر لے تو اللہ اس پر بھی انعام دیتا ہے۔ یہ بات ہمیں اللہ کے رسولؐ نے بتائی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کا کوئی بھی واقعہ نہ اچھا ہوتا ہے نہ برا۔ یہ تو اللہ سے تجارت کرنے اور بڑے بڑے منافع کمانے کا موقع ہوتا ہے۔ چاہے یہ مال کا نفع و نقصان کا معاملہ ہو یا بیماری اور صحت کا۔ اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ آپ "تجارت" کے اس موقعے کا پورا فائدہ اٹھائیں اور اللہ سے اپنا پورا منافع وصول کریں۔ جو آپ سے ایک رات میں چھن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک لمحے میں کئی گنا عطا کر سکتا ہے اور جو کچھ آپ پوری زندگی میں جمع کریں اللہ تعالیٰ پلک جھپکتے آپ سے لے سکتا ہے۔ ان سب کی اپنی کوئی قیمت نہیں۔ اس دنیا کی تمام دولت کی آخرت میں ایک مچھر کے برابر بھی وقعت نہیں ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو ہم رحمٰن سے کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں جن سے وہ بالاخانوں پر چڑھتے ہیں اور ان کے دروازے اور ان کے تخت، جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں، سب چاندی اور سونے کے بنا دیتے۔ (الزخرف ۴۳: ۳۳) یقیناً ان سب کا لطف تو زندگی کے آخری سانس تک ہی اٹھایا جا سکتا ہے۔

جو کچھ آپ سے لیا گیا ہے وہ آپ کا نہیں، اللہ کا ہے۔ اور جو کچھ آپ کو دیا گیا ہے وہ بھی اسی کا ہے۔ ایک دفعہ آپ اس بات کو سمجھ لیں تو آپ ہر آزمائش کا وقار کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

ایک موقع پر آپ نے آگے بڑھ کر اپنی کچھ آمدنی اللہ کی راہ میں دینے کا عہد کیا تھا، اب شیطان آپ کے دل میں طرح طرح کے اندیشے لا سکتا ہے۔ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ. شیطان تمھیں مفلسی سے ڈراتا ہے۔ اس لیے اپنے بچاؤ کی فکر کریں۔

آپ کی مرضی کے خلاف جو کچھ آپ سے لیا گیا ہے وہ واپس دیا جا سکتا ہے، اور اس پر انعام بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن جو کچھ اللہ کی راہ میں آپ اپنی مرضی سے دیں گے وہ کم سے کم سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ ہو کر آپ کو ملے گا، اس لیے حوصلہ نہ ہاریے، آگے بڑھتے رہیے۔ (خرم مراد، ترجمہ م - س)